کتاب نما

اردو ترجمہ قرآن حکیم مرتبہ: سید شبیر احمد۔ ناشر: قرآن آسان تحریک۔ ۱۳ا/اے/۲۔ ایجوکیشن ٹاؤن' وحدت روڈ' لاہور-۱۸۔ صفحات: ۱۰۸۰ (بڑی تقطیع)۔ ہدیہ: ۳۰۰ روپے۔

سید شبیر احمد صاحب نے کئی برس پہلے' ترجمہ قرآن پاک کے ایک سلسلے کا آغاز کیا تھا' (دیکھیے: ترجمان القرآن' جنوری ۱۹۹۳)۔ انھوں نے اردو کے چار معروف تراجم قرآن (شاہ رفیع الدین' مولانا محمود حسن' مولانا فتح محمد جالندھری' مولانا مودودی) کو اپنی ترجمے کی بنیاد بنایا اور ان میں سے سادہ' آسان اور عام فہم الفاظ پر مشتمل عبارات کا انتخاب کر کے یہ ترجمہ مرتب کیا ہے' جس میں الفاظ کی ترتیب وہی ہے' جو قرآن مجید میں عربی الفاظ کی ہے' اس طرح قاری کو بغیر کسی دقت کے' معلوم ہو جاتا ہے کہ عربی کے کس لفظ کے معنی اردو میں کیا ہیں۔

متن اور ترجمے میں' مختلف الفاظ کے معانی کے تعین کے لیے' عربی متن اور اردو ترجمے کو دو مختلف رنگوں یعنی نیلے اور سرخ رنگ میں اس طرح چھاپا گیا ہے کہ عربی متن میں جو لفظ نیلے رنگ میں ہے' اس کا ترجمہ بھی نیلے رنگ میں اور جو لفظ سرخ رنگ میں ہے' اس کا ترجمہ بھی سرخ رنگ میں ہے۔ یوں قاری کے لیے الفاظ کے معنی جان لینا بہت آسان ہو گیا ہے۔ حسب ضرورت قوسین سے بھی کام لیا گیا ہے۔ سید شبیر احمد صاحب کے جدت پسند ذہن نے ترجمہ قرآن کی ایک حقیقی ضرورت پوری کرنے کا جو نیا طریقہ اختیار کیا ہے' وہ اپنی جگہ بہت مفید ہے۔ امید واثق ہے کہ فہم قرآن کے خواہش مند قارئین کے لیے یہ طریقہ بہت سود مند ثابت ہو گا۔

قبل ازیں اس کے مختلف اجزا شائع ہوتے رہے ہیں۔ اب ترجمہ مکمل ہونے پر اسے ایک جلد میں چھاپا گیا ہے۔ (الگ الگ پاروں کی شکل میں بھی دستیاب ہے)۔ فاضل مترجم نے افراد امت کو بھی دعوت دی ہے کہ وہ "قرآن آسان تحریک" میں شامل ہو کر اس کار خیر میں تعاون کریں۔ طباعت و اشاعت معیاری ہے۔ (رفیع الدین ہاشمی)

تعلیم و تدریس' مباحث و مسائل' ڈاکٹر مشتاق الرحمٰن صدیقی۔ ناشر: پاکستان ایجوکیشن فاؤنڈیشن' گرین پلازا' جی ۹ مرکز' اسلام آباد۔ صفحات: ۴۱۸۔ قیمت: مجلد ۲۵۰ روپے۔

قوموں کے عروج و زوال میں تعلیم بنیادی کردار ادا کرتی ہے مگر افسوس ہے کہ وطن عزیز میں یہی شعبہ سب سے زیادہ عدم توجہ کا شکار ہے۔ تعلیم کے اس مظلوم شعبے سے، اکثریت کی وابستگی، محض ملازمت کے لیے ہے۔ لیکن اگر معلم، اعلیٰ تصور حیات اور آخرت میں جواب دہی کے احساس سے بھی سرشار ہو تو اس سے بڑھ کر سعادت اور کیا ہو گی۔ ڈاکٹر مشتاق الرحمٰن صدیقی، روایتی انداز کے استاد نہیں، بلکہ استاد کے حقیقی مقام و مرتبے کے مصداق ہیں۔ وہ نئے اساتذہ کے مربی ہیں، اسلامی تصور حیات کے سرچشموں سے فیض یاب ہیں اور بذریعہ تحریر و تقریر اظہار و بیان کے بے لاگ انداز سے، فکر و خیال کی دنیا کو معطر کرتے ہیں۔

ایک راست فکر انسان اور فنا فی التدریس استاد کے قلم پاروں کا یہ انتخاب پاکستان ہی نہیں، بلکہ کسی بھی مسلم معاشرے کے نظام تعلیم کی اسلامی تشکیل، اساتذہ کی نظریاتی و پیشہ ورانہ تربیت، فکری نمو اور طلبہ کی نفسیات کے فہم کی بند گلی کھولتا ہے۔ اس میں اسلامی فلسفہ تعلیم کو فلسفیانہ منہج اور اطلاقی جہت میں دل نشین پیرائے میں بیان کیا گیا ہے۔

انیس مضامین پر مشتمل اس کتاب کے موضوعات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ بظاہر یوں لگتا ہے شاید یہ ایم اے ایجوکیشن کی کوئی روایتی مددگار کتاب ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ یہ کتاب فکر، وژن، راستی، حقیقت پسندی، پیشہ ورانہ دیانت اور تحقیق و تطبیق کی ایک ایسی جامع دستاویز ہے جس میں پورے تعلیمی عمل کو سنوارنے، بنانے اور اعلیٰ معیار تک پہنچانے کی بھرپور اور موثر کاوش موجود ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے انگلی پکڑ کر ایک ایک موڑ اور نشیب و فراز سے بہ سلامت گزارنے کی سعی کی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کتاب سے ہر درجے کے اساتذہ، علما، تعلیمی پالیسی ساز اور اسلامی تحریکوں کے ارباب حل و عقد روشنی حاصل کر سکتے ہیں۔ (سلیم منصور خالد)

پاکستان کا جوہری پروگرام، قومی سلامتی کے تناظر میں، مرتبہ: محمد الیاس خان۔ ناشر: انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، نصر چیمبر، ایف سیون مرکز، اسلام آباد۔ صفحات: ۲۹۸۔ قیمت: درج نہیں۔

انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز اسلام آباد ایک آزاد علمی اور تحقیقی ادارہ ہے جس کے مقاصد میں مختلف شعبوں میں ملکی پالیسیوں اور مسائل سے متعلق ماہرین اور اصحاب بصیرت کے درمیان بحث و مباحثوں، مکالموں اور مذاکروں کا اہتمام شامل ہے۔ ادارہ خود بھی، اپنے محنتی تحقیق کاروں کی ایک جماعت کے ذریعے مسائل پر بے لاگ تجزیہ و تحقیق کر کے نتائج اور رپورٹیں شائع کرتا ہے تاکہ ان کی روشنی میں پالیسی ساز ادارے بہتر فیصلے کر سکیں۔

ادارے نے دسمبر ۱۹۹۳ء پھر دسمبر ۱۹۹۴ء میں پاکستان کے جوہری پروگرام اور اس سے متعلقہ مسائل پر دو سمی نار منعقد کیے، جن میں ماہرین سفارت کاری و دفاعی امور اور سیاسی حکمت عملیوں کا وسیع تجربہ رکھنے والے اصحاب نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ (مثلاً: جناب آغا شاہی، جنرل (ر) کے ایم عارف، جناب عبدالستار، ڈاکٹر ایس ایم قریشی، لیفٹیننٹ جنرل (ر) اسد درانی، ایئر مارشل (ر) ذوالفقار علی خان، ڈاکٹر شیریں مزاری اور سیدہ عابدہ حسین)۔ ادارے کے سربراہ پروفیسر خورشید احمد لکھتے ہیں: "دفاعی اعتبار سے اللہ تعالیٰ پر بھروسا اور قوم کے جذبہ حب الوطنی کے بعد جو چیز ہمارے ملک و قوم کے تحفظ کی ضامن ہے، وہ سد جارحیت کی جوہری اہلیت (nuclear deterrence) اور میزائل سازی کی صلاحیت ہے"۔ متذکرہ بالا مذاکروں کے مقررین اور مقالہ نگار (بعض جزئیات پر اختلاف سے قطع نظر) متفق ہیں کہ پاکستان کو سد جارحیت کی جوہری صلاحیت کے حصول کے لیے ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے کیونکہ یہ ہماری آزادی اور بقا کا مسئلہ ہے۔

یہ مقالے اور تقریریں فکر انگیز اور معلومات افزا حقائق و دلائل پر مبنی ہیں۔ ان سے پاکستان کے بارے میں بڑی طاقتوں کا معاندانہ رویہ بھی سامنے آتا ہے۔ سیدہ عابدہ حسین کو بطور سفیر امریکہ میں قیام کے زمانے میں امریکیوں کے ایسے رویے کا تجربہ ہوا جو بے انصافی پر مبنی اور بے حد کوفت میں مبتلا کرنے والا تھا۔ ایک ملاقات میں امریکہ کے نائب وزیر خارجہ نے کشمیر میں پاکستان کی "دہشت گردی" کا ذکر کیا تو سفیر صاحبہ نے کہا کہ وہ تو متنازع علاقہ ہے اور مسلمان کا عقیدہ ہے کہ اگر کوئی اس کے علاقے پر ناجائز قبضہ کرے تو قابض کے خلاف علم جہاد بلند کیا جائے۔ افغانستان کے بعد اب کشمیر میں بھی یہی اصول کارفرما ہے۔ افغانستان میں تو امریکیوں نے مجاہدین کی پشت پناہی کی اور اسلحہ دے کر عملی مدد کی، اب کشمیر میں ویسا ہی جہاد "دہشت گردی" کیوں ہو گیا---؟

آج جب کہ پاکستان ایٹمی دھماکا کر چکا ہے، اندازہ ہوتا ہے کہ انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز کے یہ مذاکرے کس قدر اہم اور بروقت تھے۔ ان مذاکروں سے مسئلہ صحیح تناظر میں سامنے آیا، ادارہ سمی ناروں کے انعقاد اور زیر نظر کتاب کی اشاعت پر مبارک باد کا مستحق ہے۔ آج کل کے حالات میں کتاب خصوصاً لائق مطالعہ ہے۔

جناب محمد الیاس خاں نے ایک لائق اسکالر کی طرح، بڑی محنت و کاوش سے انگریزی مقالوں اور تقریروں کو اردو میں منتقل کیا۔ پھر اس مسئلے پر، بعدازاں رونما ہونے والی پیش رفت اور تازہ معلومات کو بھی کتاب میں سمو دیا۔ انگریزی الفاظ و تراکیب کے تراجم میں بھی انھوں نے خاصی محنت کی ہے۔ آخر میں "انگریزی کی متبادل اردو اصطلاحات" کی فہرست بھی دی ہے مگر بعض جگہ ان سے اتفاق مشکل ہے۔

Technology کے لیے "تقنیہ" تکلف محض ہے۔ freezing کے لیے تجمید کے بجائے منجمد کرنا بہتر ہے۔ بعض آسان الفاظ و تراکیب کے انگریزی متبادل دینا ضروری نہ تھا، جیسے تعارف (introduction) یا ناقابل قبول (unacceptable) وغیرہ۔ سرورق پر "تصنیف و تالیف" کے بجائے "ترجمہ و تدوین" زیادہ مناسب تھا۔ (ر - ہ)

اقبال: چند نئے مباحث، ڈاکٹر تحسین فراقی۔ ناشر: اقبال اکادمی، ایوان اقبال، لاہور۔ صفحات: ۲۰۷۔ قیمت: ۱۰۰ روپے۔

چھ مضامین پر مشتمل یہ مجموعہ معروف نقاد، ادیب اور شاعر ڈاکٹر تحسین فراقی کے انتقاد و تحقیق اور اقبال شناسی کا تازہ نمونہ ہے۔ بلاشبہ: "اقبال کی شاعری اپنے فن اور اسلوب کے اعتبار سے اتنی منفرد ہے کہ قاری اس پر جتنا غور کرتا ہے، اتنے ہی اس کے پہلو دار اور تہہ دار ہونے کا احساس بڑھتا چلا جاتا ہے"۔ زیر نظر مضامین میں اسی احساس کی ایک جھلک ملتی ہے۔ شعر اقبال کا مختصر فنی جائزہ، اقبال کے ہاں تہذیب مغرب کا عکس، اور مسلم ثقافت کے خدوخال اور پھر یہ کہ اقبال پارلیمان کو کس حد تک اجتہاد کا اختیار دیتے ہیں؟ زیر نظر مضامین کے اہم مباحث میں بلاشبہ اقبال نے ایک زمانے میں پارلیمان کو حق اجتہاد عطا کرنے کا ذکر کیا تھا لیکن بقول مصنف: اقبال اگر آج زندہ ہوتے تو ہماری قانون ساز اسمبلیوں کی افسوس ناک کارکردگی کو دیکھ کر، اپنی تجویز یا تو واپس لے لیتے یا کم از کم موخر کر دیتے کیونکہ ان اسمبلیوں میں خاصی بڑی تعداد ایسے ارکان کی ہے جو قرآن ناظرہ نہیں پڑھ سکتے۔ بعض محض "انگوٹھا چھاپ" ہیں اور جاہ طلبی، خود غرضی، ان کی رگ و پے میں ہے (ص ۵۹)۔ ایک مضمون میں مصنف نے کلیات مکاتیب اقبال (جلد سوم، مطبوعہ بھارت) کا بڑی دقت نظر سے جائزہ لیا ہے۔ اقبال پر تحقیق کرنے والوں کے لیے یہ جائزہ سبق آموز بھی ہے اور عبرت انگیز بھی۔ یہ مضمون مصنف کی تحقیقی ژرف نگاہی کا ثبوت ہے۔ امید ہے کہ ذخیرۂ اقبالیات میں اس کتاب کو بجا طور پر ایک اعتبار حاصل ہو گا۔ (ر-ہ)

امریکہ میں ترجمان القرآن کا باقاعدگی سے مطالعہ کرنے کے خواہش مند درج ذیل پتہ پر 20 ڈالر ارسال کر کے سال بھر پرچہ منگوا سکتے ہیں۔

Islamic Education & Media

730 E 10St GF Brooklyn NY 11230

Ph: (718) 421 - 5428

یہاں سے فرائیڈے اسپیشل، جسارت، ایشیا اور منشورات کے کتابچے بھی حاصل کیے جا سکتے ہیں